Scanned and prepared by Muhammad Shahzad (eSlutions) 092-300-4387567

ایک مجلس کی
تین طلاق

تالیف

شیخ الاسلام حضرت العلام مجتہد العصر
حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ

ترتیب و تخریج

حافظ عبدالوہاب روپڑی

ناشر
محدث روپڑی اکیڈمی
جامع القدس چوک دالگران، لاہور

﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ﴾

ایک مجلس کی تین طلاق

تالیف

حضرت العلام حافظ **محمد عبداللہ محدث روپڑی** رحمۃ اللہ علیہ

تبویب وتخریج

حافظ عبدالوہاب روپڑی

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی جامع القدس چوک دالگراں لاہور

جملہ حقوق اشاعت بحق محدث روپڑی اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب .... ایک مجلس کی تین طلاق

نام مصنف .... حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

صفحات ۴۴

سن اشاعت ۲۰۰۳ء

قیمت ....

کمپوزنگ .... حافظ نصر اللہ بھٹی

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی چوک دالگراں لاہور

فہرست

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
1	عرض ناشر	4
2	پیش لفظ	6
3	اہل سنت کی تعریف	6
4	یکجائی طلاق ثلاثہ کو مغلظہ قرار دینے پر عمرؓ کی ندامت	7
5	اظہار افسوس چہ معنی دارد	8
6	علمائے احناف اور ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ	9
7	ایک مجلس کی تین طلاق	11
8	سوال نمبر۱	11
9	سوال نمبر۲	12
10	جواب	15
11	ائمہ اربعہ اور جماہیر	15
12	علامہ قرطبی کا اعتراض اور اس کا جواب	17
13	ایک مجلس کی تین طلاق کو مطلقاً ایک کہنے والوں کی طرف سے جواب	19
14	جواب قابل اعتماد نہیں اور اس کے متعلق بحث	20
15	ابوداؤد کی روایت پر اعتراض	22
16	یہ روایت مرفوع نہیں	23
17	یہاں پر ایک ڈبل اعتراض	23
18	جواب	26
19	پہلی روایت	27
20	دوسری روایت	27
21	حدیث ابن عباسؓ امام شوکانیؒ کے احتمالات	29
22	قول ابن عباسؓ کی وجوہ	34
23	حدیث رکانہؓ کی بحث	39
24	احتمالات	42
25	موافقت کی صورتیں	43

عرض ناشر

تقسیم ہند سے قبل ایک ایسا دور تھا جس میں صحیح دین اسلام اور احادیث نبویہ پر عمل کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا بلکہ مصائب و آلام سے دو چار ہونا تھا ایسے پرفتن دور میں اللہ تعالی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، شاہ رفیع الدینؒ، میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حافظ عبد اللہ محدث روپڑیؒ، اور حافظ عبد المنان وزیر آبادیؒ جیسی عظیم شخصیات کو دین حنیف کی خدمت کے لئے پیدا فرمایا۔

ان حضرات نے اس وقت لوگوں تک پیغام حق پہنچایا جب مسلمان تقلید شخصی کے اندھیروں میں زندگی بسر کر رہے تھے اور کچھ علماء بھی اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کو سنت مطہرہ سے دور رکھنے کی خاطر مسلک اعتدال کے خلاف تحریات کو عوام الناس میں پھیلا کر اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں تھے۔

1932 میں مسئلہ طلاق کے متعلق بھی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ تو حافظ عبد اللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حساس مسئلہ پر قلم اٹھا کر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی کہ ایک مجلس کی تین طلاق رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کی بناء پر کئی گھرانے اجڑے اور لوگوں میں نفرتیں پھیلیں قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اور لوگوں کی عزتوں سے کھیلا گیا۔

حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ علمی جواہرات کا مرقع ہے اب اس کو پھر عوام الناس کے افادہ کے لئے دوبارہ تبویب و تخریج کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے تاکہ عام آدمی کے لئے راہ حق پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

کیونکہ علمائے مقلدین نے اس مسئلہ پر اپنی تحریات کی تائید میں حضرت محدث

روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کو تحریف کرکے اس لئے پیش کیا کہ حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ نایاب اور متداول نہیں تھا۔

اب محدث روپڑی اکیڈمی نے اسکو 1932 کے بعد دوبارہ پہلی دفعہ شائع کردیا ہے تاکہ عوام الناس خود فیصلہ کرلیں کہ حق کیا ہے۔

محدث روپڑی اکیڈمی نے اس سے قبل بھی محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی کتب شائع کی ہیں اور انشاء اللہ آپ کے تعاون سے یکے بعد دیگرے حافظ صاحب مرحوم کی تصانیف آپ کے ہاتھوں میں ہوں گی آپ ان کتب کی نشر و اشاعت میں حصہ لے کر اپنا اخلاقی و دینی فریضہ ادا کریں۔

آخر میں اپنے ان رفقاء کرام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر مراحل طباعت میں معاونت کی وہ حافظ صلاح الدین غوری اور مولانا جابر حسین، مولانا عمران ناصر کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اسی طرح برادر اکبر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی کی مساعی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جنہوں نے ہمیں مالی اعانت کے علاوہ مفید مشوروں سے نوازا ہے۔ فقط

حافظ عبدالوہاب روپڑی
ناظم محدث روپڑی اکیڈمی
جامع قدس چوک دالگراں لاہور

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ!

حضرت محدث روپڑیؒ کی شخصیت کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں۔ عیاں راچہ بیاں کی بحمد اللہ مصداق تھے آپ اپنے علم وفضل، تقوی وطہارت، ذکر وفکر پر مزید برصغیر پاک وہند کے راسخین فی العلم علماء اہل حدیث کی سلسلہ ذھب کی ایک مشہور کڑی ہیں مسلک اور منہج سلف وخلف کی ترویج واشاعت میں عمر عزیز کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

اہل سنت کی تعریف:۔

دیگر علمی اور تحقیقی متعدد تصنیفات ہفت روزہ اسبوعی جریدہ "تنظیم اہلحدیث" اور فتاوی اہل حدیث آپ کی علمی رزانت فکری اصابت، اور فتاوی میں مجتہدانہ بصیرت کے انمٹ نقوش ہیں۔ غرضیکہ ہمارے ممدوح حضرت روپڑی باری تعالی کے اسماء وصفات میں کسی تاویل کے قطعاً قائل نہیں تھے اور اس راہ میں کسی مداہنت سے نا آشنا تھے اللہ تعالی کی ودیعت شدہ اصابت رائے اور فکر صحیح سے جس چیز کو حق سمجھا اسے بلاخوف، ملامت ولائم پیش کردیا۔

اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ تصنیف لطیف انہی کی محدثانہ کاوش ہے آپ کی خدمت میں ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کے ایک طلاق واقع ہونے پر احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ غیر معلل ولا شاذ پر متعدد سوالات کیے گئے تھے آپ نے جس محدثانہ انداز اور علمی اور تحقیقی اسلوب میں بڑے مسکت اور خارا شگاف جوابات دیئے وہ انہی کا حصہ ہے۔

یکجائی طلاق ثلاثہ کو مغلظہ قرار دینے پر حضرت عمر بن خطابؓ کی ندامت:۔

مقلدین احناف خاص وعام یہی باور کئے ہوئے ہیں کہ فاروق اعظمؓ نے یکجائی تین طلاقوں کو بائنہ کبری (مغلظہ) قرار دیا تھا جس کے بعد نہ رجوع ہوسکتا ہے اور نہ طلاق دہندہ کے ساتھ بغیر حلالہ کے نکاح ہوسکتا ہے، حالانکہ یہ سب تسلیم کرتے ہیں کہ عہد نبوی اور عہد صدیقی میں اور دو برس عہد فاروقی میں یکجائی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی شمار ہوتی تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍؓ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً"۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق جلد ا ص ۴۷۷)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے لیکر خلافت عمر کے ابتدائی دو سال تک مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہوتی تھی۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ اَخُوْ بَنِىْ مُطَّلِبٍ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا فِىْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهِ حُزْنًا شَدِيْدًا قَالَ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِىْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا اِنْ شِئْتَ قَالَ فَرَجَعَهَا ۔ (مسند احمد ج ا ص ۲۶۵)

یعنی حضرت رکانہؓ صحابی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور پھر سخت غمناک ہوئے نبی اکرم ﷺ نے رکانہؓ سے دریافت فرمایا کیا تم نے مجلس واحد میں تین طلاقیں دی ہیں انہوں نے کہا ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا یک بارگی تین طلاقیں ایک ہی ہوا کرتی ہیں، اگر چاہو تو مراجعت کر سکتے ہیں اس کے بعد انہوں نے رجوع کرلیا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں هٰذَا الْحَدِيْثُ نَصٌّ فِى الْمَسْاَلَةِ لَا يَقْبَلُ التَّاْوِيْلَ الَّذِىْ فِىْ غَيْرِهٖ مِنَ الرِّوَايَاتِ الْاٰتِىْ ذِكْرُهَا اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَاَبُوْيَعْلٰى

وَصَحَّحَهُ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۹ ص ۳۵۲) یہ حدیث اس مسئلہ میں نص قطعی ہے یعنی فیصلہ کن ہے۔ جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔

بعض لوگ اس حدیث پر کلام کرتے ہیں کہ اس کا ایک راوی محمد بن اسحاق (امام مغازی) متکلم فیہ ہے مگر ان کا یہ کہنا انتہائی سینہ زوری اور پرلے درجے کا تجاہل ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قَدْ عَمِلَ الْعُلَمَاءُ بِمِثْلِ هٰذَا الْاِسْنَادِ فِیْ عِدَّةٍ مِنَ الْاَحْکَامِ مِثْلَ حَدِیْثِ اللّٰہِ ﷺ رَدَّ اِبْنَتَهٗ عَلٰی اَبِیْ الْعَاصِ بِالنِّکَاحِ الْاَوَّلِ۔
(فتح الباری ج ۹ ص ۳۵۲) وَقَدْ صَحَّحَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ (فتح الکلام مولانا نور الحسن ج ۲ ص ۱۳۱)

یعنی علماء حدیث اس جیسی سندوں کو بہت سے احکام میں قبول کیا ہے جیسے کہ وہ حدیث جس میں نکاح ثابت کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ زینبؓ کو ابو العاص کے ہاں لوٹا دیا تھا۔

اظہار افسوس چہ معنی دارد:۔

بغرض تنزیل چلیے ہم مان لیتے ہیں کہ اگر حضرت عمرؓ کے سامنے دور نبوی ﷺ اور عہد صدیقیؓ اور دو سالہ عہد فاروقیؓ 16 سالہ یک جائی تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق قرار دینے کا حکم منسوخ ہو گیا تھا تو پھر حضرت عمرؓ نے اپنے اس ہنگامی اور انتظامی آرڈر پر اظہار افسوس کیوں فرمایا تھا، اور گہرے رنج والم کا کیوں اظہار کیا تھا چنانچہ حدیث کی شہرہ آفاق کتاب مسند اسماعیلی میں ہے قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرٍ الْاِسْمَاعِیْلِیُّ فِیْ مُسْنَدِهٖ عُمَرُ اَخْبَرَنَا اَبُوْ یَعْلٰی حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مَالِکٍ حَدَّثَنَا مُجَالِدُ بْنُ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا نَدِمْتُ عَلٰی شَیْءٍ نَدَامَتِیْ عَلٰی ثَلَاثَةٍ اَنْ لَا اَکُوْنَ حَرَّمْتُ الطَّلَاقَ وَلَا اَنْ اَکُوْنَ الخ۔ (اغاثۃ اللھفان ص ۱۸۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے تین آرزوؤں کے جاری کرنے

پر انتہائی ندامت ہوئی جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کاش میں تین یکجائی طلاقوں کو حرام قرار نہ دیتا، یعنی یکجائی تین طلاق کو بائنہ کبری (مغلظ) قرار نہ دیتا۔

شیخ الاسلام ابن قیم الجوزیؒ نے بڑی طویل بحث وتمحیص اور تحقیق عمیق سے تحریم طلاق کا یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کو اپنے اس تعزیری حکم پر سخت افسوس تھا۔

علمائے احناف اور ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ:۔

۱: امام ابوحنیفہ کے تلمیذ امام محمد بن مقاتل رازی حنفی نے دوسری صدی ہجری میں ہی یکبارگی تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق ہونے کا فتوی جاری کر دیا تھا۔

۲. مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی حنفی نے بھی اپنے مجموعہ فتاوی میں تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق قرار دیا ہے۔ (مجموعہ فتاوی عبدالحی باب الطلاق)

۳. حکیم محمد قائم الدین حنفی۔

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں طلاق مذکورہ (مجلس واحد کی تین طلاقیں) میں اہل سنت میں اختلاف ہے حنفیہ تین طلاق کے وقوع کے قائل ہیں امام ابن تیمیہ نے بعض حنفیہ سے ایک طلاق کا ہونا نقل کیا ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ جلد ۳ ص ۱۷)

وَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلِ الرَّازِيْ مِنْ اَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ ۔

اور اہل حدیث، اہل ظاہر اور ایک جماعت حنفیہ، مالکیہ، وحنابلہ، امام جعفر صادق، امام محمد باقر رحمہما اللہ، اور دیگر اہل بیت تین کے وقوع کے قائل نہیں۔

۴. حافظ علی بہادر خان بمبئی۔

اگر ایک صحبت میں تین طلاقیں دیں تو وہ ایک رجعی مانی جائے گی رجعی سے یہ مطلب کہ شوہر اس طلاق کو واپس لے کر پھر میاں بیوی کے تعلقات قائم کر سکتا ہے۔

(حافظ علی بہادر خاں ایڈیٹر روزنامہ ہلال بمبئی ۱۱/۱۲/۵۳)

۵. مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی۔

اگر تیسری طلاق تاکید کی نیت سے دی تھی تو تین طلاقیں عنداللہ نہ ہوں گی اور خاوند رجوع کرسکتا ہے مگر اس کو یہ حکم نہیں دے سکتا۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی، مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ دہلی)

۶. پیر کرم شاہ بریلوی حنفی۔

اس متنازعہ فیہ مسئلہ پر اپنے ماہانہ رسالہ فکر ونظر میں فریقین کے مفصل دلائل پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ مناقشہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس فقیر کی راجح رائے یہ ہے کہ یکبارگی تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق قرار دیا جانا چاہئے۔

(مقالات علمیہ ص ۲۳۷ طبع لاہور)

آخر میں ہم دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ حضرت محدث روپڑیؒ کی اس علمی کاوش کو ان کے لئے باعث نجات اور توشہ آخرت کے طور پر پذیرائی عطا فرمائے اور اس کتاب لاجواب کی اشاعت پر حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم جامعہ اہلحدیث اور حافظ عبدالوہاب روپڑی فاضل ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں جو حضرت محدث روپڑی اور مناظرہ اسلام حافظ عبدالقادر روپڑی اور حافظ اسماعیل روپڑی رحمھم اللہ کے علمی کاز کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف

صدر مدرس جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور

ایک مجلس کی تین طلاق

پہلا سوال:۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے،

كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلٰثِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَاَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ۔ (مسلم جلد اول ص ۴۷۷)

"یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کام میں لوگوں کے لئے مہلت تھی اس میں انہوں نے جلدی کی یعنی اکٹھی تین طلاق دیے لگ گئے کاش کہ ہم ان پر تینوں جاری کر دیے آخر تینوں جاری کر دیں"

یہ روایت اپنے مفہوم میں صریح ہے یا نہیں کہ تین طلاقیں زمانہ نبوی ﷺ وخلافت صدیقی و شروع خلافت فاروقی میں ایک شمار ہوتی تھیں تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس روایت کے کیوں خلاف کیا اور ایک مجلس کی تین طلاق کو تین طلاق کیوں واقع کیا ان کو یہ حدیث معلوم نہ تھی یا ان کے پاس اس روایت کے خلاف کوئی اور دلیل نبوی تھی یا محض ان کا اجتہادی تھا تو اور صحابہ کرام نے حضرت عمرؓ کی موافقت کیوں کی کیونکہ کسی روایت میں کسی

صحابی کا مخالف ہونا نہیں پایا جاتا اور آئمہ اربعہ کا بھی اس پر عمل نہیں ہے کیا زمانہ تابعینؒ یا تبع تابعینؒ میں اس حدیث پر عمل نہ تھا اور نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے باوجود اس حدیث کو روایت کرنے کے اس کے خلاف فتویٰ کیوں دیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو فراموش کر دیا تھا؟ یا کوئی اور حدیث اس کے خلاف ان کے پاس تھی اگر ان کے پاس کوئی روایت مرفوع نہیں تو پھر ائمہ اربعہ کے مقلدین کا اس پر عمل کیوں نہیں؟ کیا حدیث صحیح بوجہ خلاف عمل صحابہ متروک ہو سکتی ہے؟ مفصل لکھیں۔

دوسرا سوال:۔

سلام مسنون طالب خیریت بخیریت بندہ آپ کی خدمت میں ایک ضروری گزارش کرتا ہے حضور والا بندہ کی گزارش بغور سن کر امداد فرما دیں اور میرے ایک خلجان قلبی کو آپ فیوض علیہ کی بارش سے بجھا دیں اور دور کریں اور میرے دل کو مطمئن کریں یعنی مسئلہ طلاق ثلاثہ میں بندہ آپ کی صحیح رہنمائی کا طالب ہے امید واثق ہے کہ بحکم ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ اس مسئلہ میں حدیث وقرآن کے مطابق ہدایت فرما دیں گزارش یہ ہے کہ صحیح مسلم وابوداؤد وغیرہما میں ابن عباس کی حدیث اس طرح ہے،

اِنَّ اَبَا الصَّهْبَا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَتَعْلَمُ اَنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ اَمَارَةِ عُمَرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ ۔ (مسلم جلد اول ص ۴۷۸ باب الطلاق الثلاث)

"ابو الصہبا نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور شروع خلافت عمر رضی اللہ عنہ تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں"

اور اس حدیث کی دوسری روایت جو ابوداؤد وغیرہ کتب حدیث میں ہے وہ اس طرح ہے،

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهَا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ اَمَارَةِ عُمَرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلٰى كَانَ الرَّجُلُ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ اَمَارَةِ عُمَرَ فَلَمَّا رَاَى النَّاسُ قَدْ تَتَابَعُوْا فِيْهَا قَالَ اَجِيْزُوْهُنَّ عَلَيْهِمْ ۔ (ابوداؤد کتاب الطلاق جلد اول ص ۲۹۹)

"ابوالصہبا نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا آپ کو معلوم نہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرنے سے پہلے تین طلاق دیتا تو وہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور شروع خلافت عمرؓ میں ایک ہی شمار ہوتی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ کثرت سے تین طلاقیں دینے لگ گئے ہیں تو فرمایا ان پر تین ہی جاری کردو"

پہلی روایت مسلم شریف اور ابوداؤد کی ہے اور صحیح ہے اور دوسری ابوداؤد کی ہے اور وہ بھی صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر ابن قیم رحمہما اللہ وغیرہ علماء نے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے ان دونوں روایتوں کے ملانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مدخولہ کی طلاق ثلاثہ رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں ایک بھی جاتی تھی اور اب اس وقت عمل اور فتویٰ اہل حدیث کا اس طرح ہے کہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہر صورت میں طلاق ثلاثہ جو ایک مجلس میں دی جائے ایک ہوتی ہے غرض حدیث واحد ہے اس کی دو روایتیں ہیں ہر سو صحیح ایک میں ﴿ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا ﴾

(دخول سے قبل کا لفظ) نہیں ہے اب جس میں نہیں ہے اس کو اس پر کیوں محمول نہیں کیا جاتا جس روایت میں ہے اور حکم کے عام رکھنے کی کیا دلیل ہے۔

دوسرا یہ کہ اس حکم کو جو طلاق ﴿فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ بِفَمٍ وَاحِدٍ﴾ کے ساتھ مخصوص کیا جاتا ہے اس کی کیا دلیل ہے حدیث کے الفاظ عام ہیں ﴿اَلثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَۃً﴾ میں کسی خاص ثلاث کی کوئی خصوصیت نہیں۔

تیسرا یہ کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام تین طلاق دیا کرتے تھے اس سے مراد خواہ مدخولہ کی طلاق ہو یا ایک مجلس کی طلاق لی جائے بہر کیف ایسی طلاق کے ایقاع کا رواج استمرار معلوم ہوتا ہے اور یہ واقعات رسول اللہ ﷺ تک پہنچتے تھے اور آپ حکما ان کو ایک کر دیا کرتے تھے اور وضع شرعی میں تین طلاق کا کلمہ وہی فائدہ دیتا ہے جس پر ایک طلاق کا کلمہ دلالت کرتا ہے تو حدیث سے جس طرح تین طلاق کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ کے تین کے لفظ سے طلاق دینا بھی ثابت ہوتا ہے حضرت عمرؓ نے سنت ثابتہ عن رسول اللہ ﷺ جس میں امت محمدیہ کے لئے آرام تھا اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے وہ فعل جاری بھی تھا کیوں خلاف کیا اور تین کو کیوں تین کر دیا غرض عمل وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ کے وقت میں تھا کہ ایک طلاق کو تین کے لفظ سے واضح کریں اس میں طلاق دینے والوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو رسول اللہ ﷺ کے وقت نہ کرتے ہوں خدا اور رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی رخصت میں کیوں حضرت عمرؓ نے تضییق (تنگی) کر دی اور جس چیز کو خدا اور رسول اللہ ﷺ خدا برداشت کر چکے تھے اور سہولت عباد اور امت خیر العباد کی غرض سے اس کے حکم میں سہولت بہم پہنچا دی تھی حضرت عمرؓ نے پھر اس میں کیوں تضییق (تنگی) کر دی ہے بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا کے لئے میرے اس خلجان قلبی کو دور کریں

محمد عنایت اللہ امام مسجد

جواب:۔

یہ مسئلہ بڑا معرکہ کا ہے اس میں سخت اختلاف ہے اگر چہ اچھی خاصی علماء کی تعداد عمل مسلم کی حدیث کے ظاہر کے موافق ہے لیکن آئمہ اربعہ اور جمہور علماء اس کے خلاف ہیں

آئمہ اربعہ اور جماہیر:۔

عون المعبود جلد ۲ صفحہ ۲۲۹ میں ہے،

وَذَهَبَ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَةُ وَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّ الثَّلَاثَ تَقَعُ ثَلَاثًا وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ الصَّحِيْحُ الصَّرِيْحُ فِیْ عَدَمِ وُقُوْعِ الثَّلَاثِ حُجَّةٌ عَلَيْهِمْ۔

”یعنی ائمہ اربعہ اور جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں اور ابن عباس ؓ کی مسلم والی صحیح صریح حدیث طلاق کے ایک واقع ہونے میں ان پر حجت ہے“

ابن عباس ؓ کی مسلم والی حدیث کا ظاہر اگر چہ اسی کو چاہتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہوں لیکن ابن عباس ؓ کا فتوی اس کے خلاف ہے وہ تین کو تین کہتے ہیں جیسے ابوداؤد اور منتقی وغیرہ میں ہے ابن عباس ؓ کا فتوی اس کے خلاف ہونا قوی شبہ ڈالتا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں شاید اس سے غیر موطوءہ (جس عورت سے ہمبستری نہیں ہوئی) مراد ہو جس کو یوں طلاق دی گئی ہو ﴿اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ﴾ چنانچہ امام نسائی نے اس حدیث پر باب ہی یوں باندھا ہے،

بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ ۔(جلد دوم ص ۹۰)
یعنی ہمبستری سے پہلے بیوی کو متفرق تین طلاق دینے کا باب

ابوداؤد میں ابن عباس ﷺ کی مسلم والی حدیث ان الفاظ سے ہے،

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَةً ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً ۔(ابوداؤد جلد اول ص ۲۹۹ کتاب الطلاق)

یعنی ہمبستری سے پہلے تین طلاقیں ایک ہی ہوتی ہیں۔

ابوداؤد کے یہ الفاظ نسائی کے باب کو تقویت دیتے ہیں اور نیل الاوطار جلد ٦ ص ۲۲۸ میں ابوداؤد کے یہ الفاظ نقل کر کے لکھا ہے،

وَوَجَّهُوْا ذٰلِكَ اَنَّ غَيْرَ الْمَدْخُوْلِ بِهَا تَبِيْنُ اِذَا قَالَ لَهَا زَوْجُهَا اَنْتِ طَالِقٌ فَاِذَا قَالَ ثَلَاثًا لَغَا الْعَدَدُ لِوُقُوْعِهٖ بَعْدَ الْبَيْنُوْنَةِ ۔

یعنی علماء نے ابوداؤد کی روایت کے الفاظ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ غیر موطوءہ (جس عورت سے ہم بستری نہیں ہوئی اس کو) جب اس کا خاوند (اَنْتِ طَالِقٌ) کہے گا تو وہ

---

١ عون المعبود میں ابوداؤد کی اس روایت کو ضعیف کہا ہے اور وجہ اس کی یہ لکھی ہے کہ منذری نے کہا ہے اس میں مجہول راوی ہیں لیکن یہ ان کی غلطی ہے فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۶۳ کتاب الطلاق باب من جوز طلاق الثلاث میں اس حدیث کی بابت لکھا ہے (اَخْرَجَهَا اَبُوْدَاؤدَ لٰكِنْ لَمْ يُسَمِّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ مَيْسَرَةَ وَقَالَ بَدَلَهُ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ) یعنی ابوداؤد نے اس حدیث میں ابراہیم بن میسرہ راوی کا نام نہیں لیا بلکہ اس کی جگہ یوں کہہ دیا ہے کہ اس کو غیر واحد (بہت) نے روایت کیا ہے فتح الباری کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ راوی مجہول نہیں بلکہ معلوم ہے اور وہ ابراہیم بن میسرہ ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اکیلا نہیں اس کے ساتھ اور بھی ہیں چنانچہ ابوداؤد کے غیر واحد (بہت) کہنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

فوراً جدا ہو جائے گی یعنی اس کی بیوی نہیں رہے گی بلکہ بیگانی عورت بن جائے گی اب اس کے بعد ثلاثاً کہہ کر تین کا عدد ذکر کرنا فضول ہے کیونکہ بیگانی عورت کو طلاق دینا لغو ہے (ہاں غیر موطوءہ کے حق میں ثلاثاً کہنے سے تین طلاقیں پڑ جائیں گی کیونکہ وہ ایک یا دو طلاق سے فوراً جدا نہیں ہوتی بلکہ تین حیض عدت گذار کر جدا ہوگی)

علماء کے اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر موطوءہ......ایک طلاق واقع ہونے کی صورت میں صرف یہی نہیں کہ (اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ) تین دفعہ الگ بولے جیسے نسائی کے باب سے سمجھا جاتا ہے اگر ایک ہی مرتبہ (اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا) کہہ دے تو بھی غیر موطوءہ پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی کیونکہ عدد کی انتظار وہاں ہوتی ہے جہاں عدد کا احتمال ہو غیر موطوءہ تو طلاق کا لفظ بولتے ہی جدا جدا ہو جاتی ہے اس کے بعد ثلث (تین) کا عدد بیکار ہوگا۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض اور اس کا جواب:۔

فتح الباری جز۹ صفحہ ۳۶۳ باب من جوز طلاق الثلاث میں ہے۔

وَتَعَقَّبَهُ الْقُرْطَبِيُّ بِاَنَّ قَوْلَهُ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا كَلَامٌ مُتَّصِلٌ غَيْرُ مُنْفَصِلٍ فَكَيْفَ يَصِحُّ جَعْلَهُ كَلِمَتَيْنِ وَتُعْطِىْ كُلَّ كَلِمَةٍ حُكْمًا۔

یعنی اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا ایک کلام ہے جس سے ایک ہی دفعہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں خواہ موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ کی بابت اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا سے الگ قرار دیکر ہر ایک کو الگ حکم دینا یعنی (اَنْتِ طَالِقٌ) سے ایک طلاق سمجھنا اور ثلاثاً کو بیکار قرار دینا یہ کس طرح صحیح ہوگا۔

جواب اس کا یہ ہے کہ جب خاوند (اَنْتِ طَالِقٌ) کہتا ہے تو ایک طلاق ضرور

واقع ہو جاتی ہے خواہ اس کے ساتھ ثلاثا کا عدد ذکر کرے یا نہ۔ باقی دو اور کا احتمال ہے اگر ثلاثا کا عدد ذکر کرے تو دو اور ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ (اَنْتِ طَالِقٌ ثَلاثًا) کہنے کی صورت میں تین طلاقیں ترتیب سے واقع ہوتی ہیں ایک تو اَنْتِ طَالِقٌ کہتے ہی واقع ہو جائے گی باقی دو اس وقت واقع ہوں گی جب اس کی زبان سے ثلاثا نکلے گا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہے (اَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةً قَبْلَ ثِنْتَيْنِ) یعنی تجھے ایک طلاق دو سے پہلے ہے جیسے اس کلام سے ترتیب سمجھی جاتی ہے اور ایک طلاق دو سے پہلے واقع ہوتی ہے اسی طرح اَنْتِ طَالِقٌ ثَلاثًا کو سمجھ لینا چاہئے کیونکہ تین کا عدد اس بات کو نہیں چاہتا کہ تین اکٹھی ہوں مثلاً اگر کہا جائے (جَاءَ نِی ثَلٰثَةُ رِجَالٍ) میرے پاس تین آدمی آئے۔ تو اس کا یہ معنی نہیں کہ تین اکٹھے آئے پس جب تین کا عدد یا کوئی اور عدد اکٹھ کو نہیں چاہتا تو ایک طلاق کے واقع ہونے کے لئے تین کے عدد کا انتظار نہیں ہوگا بلکہ وہ (اَنْتِ طَالِقٌ) کہتے ہی واقع ہو جائے گی ہاں باقی دو کے لئے تین کے عدد کا انتظار ہوگا کیونکہ وہ محتمل ہیں (اَنْتِ طَالِقٌ) ان کے لئے کافی نہیں خلاصہ یہ کہ کلام کا ایک ہونا ترتیب کو مانع نہیں پس غیر موطوءہ پہلی طلاق واقع ہوتے ہی جدا ہو جائے گی اور ثلاثا کہنا اس کے حق میں لغو ہوگا ہاں اگر تین طلاق کو مجموعی حیثیت سے شئے واحد سمجھ کر لیا جائے جیسے طَلِّقِيْ نَفْسَكِ میں حنفیہ کا خیال ہے ملاحظہ ہو اصول شاشی وغیرہ (بحث الامر بالفعل لا یقتضی التکرار) تو اس صورت میں ثلاثا عدد نہیں رہے گا اور تین طلاقیں اکٹھی واقع ہو جائیں گی لیکن یہ بے دلیل ہے کیونکہ ثلاثا عدد ہے پس یہ ترتیب کو مانع نہیں ہوگا۔

اس کے علاوہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے (اَنْتِ طَالِقٌ مِائَةً) "تجھے سو طلاق" تو زیادہ سے زیادہ اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہو سکتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ

عورت تین طلاق سے زائد کا محل نہیں ٹھیک اسی طرح ابوداؤد کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر موطوءہ ایک سے زائد کا محل نہیں اس کی تین طلاقیں ایک ہی ہوں گی پس قرطبی کا (انتِ طالقٌ ثلاثاً) سے غیر موطوءہ پر تین کا واقع کرنا ایسا ہے جیسے (انتِ طالقٌ مائة) سے سو طلاق کا واقع کرنا۔

ایک مجلس کی تین طلاق کو مطلقاً ایک کہنے والوں کی طرف سے جواب:۔

جو لوگ ایک مجلس کی تین طلاق کو موطوءہ، غیر موطوءہ دونوں کی بابت ایک کہتے ہیں ان کی طرف سے امام شوکانیؒ صاحب نیل الاوطار اس ابوداؤد کی حدیث کا مندرجہ ذیل جواب دیتے ہیں،

وَيُجَابُ بِاَنَّ التَّقْيِيْدَ بِقَبْلِ الدُّخُوْلِ لَا يُنَافِيْ صِدْقَ الرِّوَايَةِ الْاُخْرٰى الصَّحِيْحَةِ عَلَى الْمُطَلَّقَةِ بَعْدَ الدُّخُوْلِ وَغَايَةُ مَافِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ اَنَّهٗ وَقَعَ فِيْهَا التَّنْصِيْصُ عَلٰى بَعْضِ اَفْرَادِ مَدْلُوْلِ الرِّوَايَةِ الصَّحِيْحَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي الْبَابِ وَذٰلِكَ لَا يُوْجِبُ الْاِخْتِصَاصَ بِالْبَعْضِ الَّذِيْ وَقَعَ التَّنْصِيْصُ عَلَيْهِ ۔ (نیل الاوطار جلد ٦ صفحہ ٢٣٨)

"یعنی ابوداؤد کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ قبل دخول کی قید مسلم کی حدیث کے خلاف نہیں مسلم کی حدیث موطوءہ کو بھی شامل ہے ابوداؤد کی حدیث میں صرف غیر موطوءہ کا ذکر ہے یعنی بعض افراد کی تصریح ہے اور بعض افراد کی تصریح اس بات کو نہیں چاہتی کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا حکم انہی بعض افراد کے ساتھ خاص ہو جائے"

جواب قابل اعتماد نہیں اور اس کے متعلق بحث:۔

امام شوکانی ؒ نے یہ جواب دیا ہے مگر کمزور ہے کیونکہ اس صورت میں ابوداؤد کی حدیث میں قبل دخول کی قید فضول ہو جاتی ہے نیز ایک حدیث جب مختلف طرق سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہو تو وہ ایک ہی ہوتی ہے ان سب الفاظ کو ملا کر مطلب لیا جائے گا مثلاً صدقہ فطر مرد، عورت، غلام، اصیل، چھوٹے، بڑے سب پر ہے ایک روایت میں مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کی قید ہے یعنی یہ سب مسلمان ہوں تو صدقہ فطر دینا پڑتا ہے ورنہ نہیں مثلاً غلام کافر ہو تو آقا کے ذمہ اس کا صدقہ فطر نہیں پڑتا اگر چہ حنفیہ کافر غلام کے صدقہ کے قائل ہیں مگر یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ حدیث کے خلاف ہے ٹھیک اسی طرح ایک طلاق ہونے کی بابت جب بعض روایتوں میں قبل دخول کی قید آگئی ہے تو باقی روایتیں بھی اسی پر محمول ہوں گی۔

نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتوی (ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہوتی ہیں) اس بات کو چاہتا ہے کہ مسلم کی حدیث سے کوئی خاص صورت مراد ہے اور وہ غیر موطوءہ ہے۔

ہاں ایک اور اعتراض یہاں ڈبل پڑتا ہے وہ یہ کہ غیر موطوءہ مراد لینا راوی حدیث (ابن عباسؓ) کے خلاف ہے۔

منتقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتوی ان الفاظ سے نقل کیا ہے،

عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ رَجُلٍ جَعَلَ أَمْرَ امْرَأَتِهِ بِيَدِ أَبِيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَالَ أَبُوْهُ هِيَ طَالِقٌ ثَلَاثًا كَيْفَ السُّنَّةُ فِيْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلَىٰ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ اللَّيْثِيَّ

وَكَانَ اَبُوْهُ شَهِدَ بَدْرًا اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَانَتْ عَنْهُ فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَاَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَسَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهَا۔

(رواه ابوبكر البرقانى فى كتابه المخرج على الصحيحين)

"یونس بن یزید کہتے ہیں میں نے ابن شہاب سے اس شخص کی بابت دریافت کیا جو ہمبستری سے پہلے اپنی بیوی کا معاملہ اپنے والد کے سپرد کردے اور والد کہہ دے کہ اس کو تین طلاق ہیں تو اس بارے میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے ابن شہاب نے کہا مجھے محمد بن عبدالرحمن نے خبر دی کہ مجھے محمد بن ایاس نے جن کے والد جنگ بدر میں شریک ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول بتلایا کہ یہ عورت خاوند سے جدا ہو گئی جب تک کسی اور سے نکاح نہ کرے پہلے کے لئے حلال نہیں اور محمد ابن ایاس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس عورت کے بابت پوچھا تو انہوں نے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مثل فرمایا اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مثل کہا"

(نیل الاوطار جلد ۶ ص ۳۲۳ باب ما جاء فى طلاق البتة وجمع الثلاث واختيار تفريقها)

ابوداؤد جلد اول ص ۲۹۹ باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث میں ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَيَاسٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَاهُرَيْرَةَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سُئِلُوْا عَنِ الْبِكْرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثَلَاثًا فَكُلُّهُمْ قَالَ لَاتَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

"محمد بن ایاس کہتے ہیں ابن عباس ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ

عنھم سے کنواری عورت کی بابت سوال ہوا کہ اس کا خاوند اس کو تین طلاق دیدے تو اس کا کیا حکم ہے تینوں صاحبوں نے کہا جب تک دوسری جگہ نکاح نہ کرے پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں"

پہلی روایت میں غیر موطوءہ ہونے کی تصریح ہے اور اس روایت میں بکر کی تصریح ہے اور بکر بھی غیر موطوءہ ہوتی ہے پس ابوداؤد کی حدیث کا مطلب جو علماء نے بیان کیا ہے (کہ غیر موطوءہ) (اَنْتِ طَالِقٌ) کہتے ہیں جدا ہو جاتی ہے اس لئے ثلاثا کا عدد بیکار جاتا ہے یہ ٹھیک نہیں بلکہ ابوداؤد کی حدیث کا مطلب یہ بیان کرنا چاہئے کہ جب (اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ) تین دفعہ الگ الگ کہے تو غیر موطوءہ کی بابت تین ایک ہی ہوتی ہیں کیونکہ غیر موطوءہ پہلی دفعہ (اَنْتِ طَالِقٌ) کہنے سے جدا ہو جاتی ہے اس کے بعد (اَنْتِ طَالِقٌ) کہنا بیکار ہے اور ابن عباس کا فتویٰ جو منتقی اور ابوداؤد سے نقل کیا گیا ہے وہ (اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا) پر محمول ہے یعنی جب جدا جدا (اَنْتِ طَالِقٌ) نہ کہے بلکہ ایک ہی دفعہ (اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا) کہہ دے تو اس وقت خواہ غیر موطوءہ ہو اس پر تین ہی واقع ہوں گی پس اس صورت میں نسائی کے باب میں متفرق کی قید لگانا بالکل درست ہوگا۔

ابوداؤد کی روایت پر اعتراض:۔

ہاں ابوداؤد کی مندرجہ ذیل روایت سے ایک شبہ پڑتا ہے،

وَرَوٰی حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ "اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا بِفَمٍ وَاحِدٍ فَهِيَ وَاحِدَةٌ" ۔(صفحہ ۲۹۹)

"ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ایک ہی دفعہ اَنْتِ طَالِقٌ ثلاثا کہے اور الگ الگ نہ کہے تو ایک طلاق ہوگی"

اس روایت میں اگر غیر موطوءہ مراد ہو تو لازم آتا ہے کہ غیر موطوءہ پر (اَنْتِ

طَالِقٌ ثَلَاثًا) کہنے کی صورت میں ایک طلاق پڑے حالانکہ اوپر کا فتوی جس میں غیر موطوءہ اور باکرہ کا ذکر ہے تین پڑنے کی بابت تھا اور اگر اس روایت میں موطوءہ مراد ہو تو مسلم کی روایت کو غیر موطوءہ پر حمل کرنا صحیح نہ ہوا پس نسائی کا باب باندھنا ہی فضول گیا نیز جب موطوءہ پر (اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا) کہنے سے ایک پڑی تو غیر موطوءہ پر بطریق اولی ایک پڑے گی کیونکہ موطوءہ زیادہ طلاقوں کا محل ہے نہ غیر موطوءہ۔

یہ روایت مرفوع نہیں:۔

شبہ تو یہ بڑا قوی تھا مگر ابوداؤد اس روایت کی صحت تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو عکرمہ کا قول قرار دیتے ہیں اس کے علاوہ اس کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس روایت میں ثلاثا کو (اَنْتِ طَالِقٌ) کے ساتھ نہ لگایا جائے بلکہ قال کے ساتھ لگایا جائے یعنی (اَنْتِ طَالِقٌ) تین دفعہ کہے تو غیر موطوءہ کے بارے میں یہ تین طلاق ہوگی اور (بِفَمٍ وَاحِدٍ) کے معنی اس صورت میں یہ ہوں گے کہ (اَنْتِ طَالِقٌ) تین دفعہ لگاتار کہے درمیان فاصلہ نہ کرے اور فائدہ اس قید کا (اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا) سے احتراز ہے کیونکہ (اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا) میں غیر موطوءہ پر تین پڑتی ہیں۔

یہاں پر ایک ڈبل اعتراض:۔

ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۹۸ میں ہے،

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ عَبْدُ يَزِيْدَ اَبُوْرُكَانَةَ وَاِخْوَتُهُ اُمَّ رُكَانَةَ وَنَكَحَ اِمْرَاَةً مِنْ مُزَيْنَةَ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ مَا يُغْنِيْ عَنِّيْ اِلَّا كَمَا يُغْنِيْ هٰذِهِ الشَّعْرَةَ لِشَعْرَةٍ اَخَذَتْهَا مِنْ رَاْسِهَا فَفَرِّقْ

بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ حَمِيَّةٌ فَدَعَا بِرُكَانَةَ وَإِخْوَتَهُ ثُمَّ قَالَ لِجُلَسَائِهِ أَتَرَوْنَ فُلَانًا يُشْبِهُ مِنْهُ كَذَا وَكَذَا مِنْ عَبْدِ يَزِيْدَ وَفُلَانًا يُشْبِهُ كَذَا وَكَذَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ يَزِيْدَ طَلِّقْهَا فَفَعَلَ قَالَ رَاجِعْ اِمْرَأَتَكَ أُمَّ رُكَانَةَ وَإِخْوَتَهُ فَقَالَ إِنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعْهَا وَتَلَا: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد یزید ابورکانہ نے ام رکانہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور مزینہ قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا یہ مزینہ قبیلہ کی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنے سر کا ایک بال پکڑ کر کہنے لگی کہ ابورکانہ مجھ سے صرف اتنی کفایت کرتا ہے جتنی یہ بال یعنی نامرد ہے رسول اللہ ﷺ کو اس پر غیرت آئی رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلایا اور مجلس میں بیٹھنے والوں کو فرمایا دیکھو عبد یزید اور رکانہ وغیرہ میں کیسی مشابہت ہے (جب اتنی اس کی اولاد ہے تو یہ نامرد کیسے)؟ عبد یزید کو فرمایا ایسی تہمت لگانے والی عورت تیرے لائق نہیں اس کو طلاق دیدے عبد یزید نے اس کو طلاق دیدی فرمایا ام رکانہ (جس کو پہلے طلاق دی تھی اس) کی طرف رجوع کر لے عبد یزید نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہوئی ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے رجوع کر لے اور یہ آیت پڑھی ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ یعنی اے نبی جب عورتوں کو طلاق دو تو عدت کے لئے دو (اگر تین طلاقیں مطلقاً جائز ہوں خواہ اکٹھی ہوں یا الگ تو عدت کا ایک بڑا فائدہ (رجوع کا موقعہ دینا) فوت ہو جاتا ہے پس ایک وقت میں تین طلاق اس آیت کے خلاف ہیں۔

مسند احمد جلد اول صفحہ ۲۶۵ میں ہے،

عَنْ عِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ أَخُو بَنِي مُطَّلِبٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا قَالَ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَيْفَ طَلَّقْتَهَا قَالَ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا فَقَالَ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ قَالَ فَرَجَعَهَا فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَى إِنَّمَا الطَّلَاقُ عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ۔

"عکرمہ سے روایت ہے ابن عباس ؓ فرماتے ہیں رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر اس پر سخت نادم ہوا رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا تو نے کس طرح طلاق دی؟ کہا میں نے تین طلاقیں دی ہیں فرمایا ایک مجلس میں؟ کہا ہاں فرمایا یہ ایک ہے اگر تو چاہے تو رجوع کرلے ابن عباس ؓ کہتے ہیں رکانہ نے رجوع کرلیا عکرمہ کہتے ہیں ابن عباس ؓ کا خیال تھا کہ طلاق صرف ہر طہر میں ہے یعنی ایک طہر میں (ایک مجلس میں) تین سنت کے خلاف ہیں"

عبدالرزاق میں ہے،

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُجْمِعْ كُنَّ ثَلَاثًا قَالَ فَأَخْبَرْتُ طَاوُسًا فَقَالَ أَشْهَدُ مَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُنَّ إِلَّا وَاحِدَةً۔

(مغنی علی دارقطنی ص ۴۳۵ بحوالہ اغاثۃ اللهفان ابن قیم جلد اول ص ۲۷۹)

"ابن شہاب سے روایت ہے ابن عباس ﷜ کہتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں متفرق دے وہ تین ہوں گی ابن شہاب کہتے ہیں میں نے اس بات کی خبر طاؤس کو دی طاؤس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ ابن عباس ﷜ تین اکٹھی کو ایک ہی سمجھتے تھے"

یہ تین روایتیں ہیں تیسری میں ابن عباس ﷜ کا مذہب یہ ذکر کیا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی ایک ہوتی ہیں لیکن موطوءہ کا اس میں کوئی فرق نہیں کیا دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ذکر ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہوتی ہیں اور ابن عباس ﷜ کا مذہب بھی اس کے موافق ذکر کیا ہے لیکن موطوءہ کا فرق اس میں بھی مذکور نہیں ہاں پہلی حدیث میں موطوءہ کا ذکر ہے اور چونکہ پہلی حدیث اور دوسری حدیث کا واقعہ ایک ہے اس لئے دوسری حدیث میں بھی موطوءہ مراد ہوگی پس ابن عباس کا مذہب موطوءہ کی بابت بھی وہی ہوا جو غیر موطوءہ کی بابت ہے حالانکہ اوپر گذر چکا ہے کہ ابن عباس ﷜ کے نزدیک صرف غیر موطوءہ کی بابت تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں نہ موطوءہ کی بابت۔

جواب:۔

پہلی اور دوسری حدیث کے ملانے سے بے شک ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباس ﷜ کا مذہب موطوءہ میں بھی وہی ہے جو غیر موطوءہ میں ہے لیکن پہلی اور دوسری حدیث میں نیت سے سوال کا ذکر نہیں یہ ذکر نہیں کہ طلاق دینے والے سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ تین سے تیری مراد ایک طلاق تھی جیسے تاکید کے طور پر ایک لفظ دو تین دفعہ بول دیا جاتا ہے یا تین سے تین طلاقوں کا واقع کرنا مقصود تھا۔

ابوداؤد میں دو روایتیں اور ہیں جن میں یہی واقعہ ذکر کیا ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق دینے والے سے دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ میری ایک کی نیت تھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کو رجوع کی اجازت دی چنانچہ وہ دونوں روایتیں یہ ہیں،

پہلی روایت:۔

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجَیْرِ بْنِ عَبْدِیَزِیْدَ بْنِ رُکَانَةَ اَنَّ[1] رُکَانَةَ بْنِ عَبْدِیَزِیْدَ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ سُهَیْمَةَ اَلْبَتَّةَ فَاَخْبَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِذٰلِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتَ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُکَانَةُ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ اِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَلَّقَهَا الثَّانِیَةَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةَ فِیْ زَمَانِ عُثْمَانَ ۔

(ابوداؤد جلد اول صفحہ ۳۰۰ باب فی الطلاق السنۃ)

”نافع بن عجیر سے روایت ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو بتہ (تعلق قطع کرنے والی) طلاق دی رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی رکانہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم بتہ کے لفظ سے میری ایک مراد تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے خدا کی قسم ایک مراد تھی؟ کہا خدا کی قسم ایک مراد تھی پس اس کی بیوی کو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف لوٹا دیا“

دوسری روایت:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ رُکَانَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا اَرَدْتَ قَالَ وَاحِدَةً قَالَ اللّٰهَ قَالَ اللّٰهِ قَالَ هُوَ عَلٰی مَا اَرَدْتَ ۔ (ابوداؤد جلد اول صفحہ ۳۰۰)

---

[1] وفی روایة عن نافع بن عجیر عن رکانة بن عبدیزید عن النبی ﷺ

"عبداللہ بن علی سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا (رکانہ) سے روایت کرتا ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دیدی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے فرمایا تیری کیا نیت تھی؟ کہا ایک فرمایا خدا کی قسم؟ کہا خدا کی قسم فرمایا وہ اسی طرح ہے جیسی تیری نیت ہے"

ان روایتوں میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق دینے والے سے نیت کا سوال کیا اور سوال بھی معمولی طور پر نہیں بلکہ قسم دیکر پوچھا کہ تیری کیا نیت تھی اس نے قسم کھا کر کہا میری ایک نیت تھی تو پھر اس کی طرف عورت لوٹائی۔

اس بناء پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہوا کہ موطوءہ کی تین طلاقیں صرف ایک حالت میں تین نہیں ہوتیں وہ یہ کہ ایک کی نیت کرے باقی حالتوں میں تین ہوتی ہیں تین کی نیت کرے تو بھی تین ہوں گی اگر نیت کچھ بھی نہ ہو تو ایک کی نہ تین کی تو بھی تین ہوں گی اور غیر موطوءہ کی ہر حال میں تین ایک ہوں گی خواہ نیت ایک کی کرے یا تین کی یا نیت بالکل نہ ہو نہ ایک کی نہ تین کی۔ اور مسلم کی حدیث مذکور کو بھی اسی پر حمل کرنا چاہئے تاکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوی میں اور ان کی مسلم والی روایت میں موافقت ہو جائے اس صورت میں مسلم والی روایت کا معنی یہ ہوگا کہ غیر موطوءہ پر ایک مجلس میں (اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ) کہہ کر تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور شروع خلافت عمرؓ میں ایک ہوتی تھیں پھر عمرؓ نے تین جاری کر دیں۔

خلاصہ یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مسلم والی حدیث اگر غیر موطوءہ کی بابت ہو جس کو تفریق کے ساتھ طلاق دی گئی یعنی تین دفعہ (اَنْتِ طَالِقٌ) کہا گیا تو ابن عباسؓ کی سب روایتیں متفق ہو جاتی ہیں اور کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے احتمالات:۔

اور اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مسلم والی حدیث اپنے ظاہر پر رکھی جائے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوی تین طلاق واقع ہونے کی کوئی معقول توجیہ نہیں ہو سکتی امام شوکانی" کا مذہب چونکہ مسلم کی ظاہر حدیث کے موافق ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوی کے بابت لکھتے ہیں،

اَلْاِحْتِمَالَاتُ الْمُسَوِّغَةُ لِتَرْكِ الرِّوَايَةِ وَالْعُدُوْلُ اِلَى الرَّاْيِ كَثِيْرَةٌ مِنْهَا النِّسْيَانُ وَمِنْهَا قِيَامُ دَلِيْلٍ عِنْدَ الرَّاوِيْ لَمْ يَبْلُغْنَا وَنَحْنُ مُتَعَبِّدُوْنَ بِمَا بَلَغَنَا دُوْنَ مَالَمْ يَبْلُغْ۔

"یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اپنی روایت کی ہوئی حدیث کے خلاف فتوی دینا شائد اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ اس حدیث کو بھول گئے ہوں یا ان کو کوئی اور دلیل مل گئی ہو جس کی وجہ سے انہوں نے اس حدیث کو چھوڑ دیا اور ہمیں چونکہ وہ دلیل نہیں پہنچی اس لئے ہم اس پر عمل کریں گے جو ہمیں پہنچی" (نیل الاوطار جلد ۶ ص ۲۴۷)

(۱) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بھولنا وجہ بیان کی ہے یہ تو بالکل ٹھیک نہیں کیونکہ جس واقعہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک مشاہدہ کرتے چلے آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین کو تین قرار دینا بھی مشاہدہ کیا ایسے واقعہ کا بھولنا بہت بعید ہے بلکہ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین کو تین قرار دینا یہ گزشتہ زمانوں پر نظر کرتے ہوئے اتنا بڑا انقلاب ہے کہ ذہن سے نکل ہی نہیں سکتا پھر ایسا کہ نسیا منسیا ہو جائے یہ بات بالکل دل کو نہیں لگتی۔

(۲) رہی دوسری وجہ تو اس میں اگر چہ اتنا بعد نہیں مگر اتنے بڑے صحابی کا اپنی صریح روایت کا خلاف کرنا دل میں ضرور قلق ڈالتا ہے کہ یہ ظاہر پر محمول نہیں ہاں جو وجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے تین جاری کرنے کی بیان کی جاتی ہے وہی وجہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی سمجھ لی جائے تو اس میں ایسا بعد نہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین جاری کرنے کی وجہ بیان کرنے سے پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مسلم والی روایت کے متعلق تھوڑی سی تفصیل اور سن لیں وہ یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا ایک جواب تو یہ دیا جاتا ہے جس کی اوپر تفصیل ہوئی یعنی غیر موطوءہ مراد ہے۔

دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے (جس میں موطوءہ بھی مراد ہو سکتی ہے) کہ (اَنْتِ طَالِقٌ ') تین دفعہ تاکید کی نیت سے کہے تو ایک ہوگی جب تین واقع کرنے کا ارادہ کرے تو تین ہوں گی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور اس سے قریب کے زمانہ میں چونکہ دینداری زیادہ تھی اس لئے اگر کسی نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوتیں تو اس کی نیت پر فیصلہ کیا جاتا اگر وہ کہتا کہ میری نیت ایک کی تھی تو ایک شمار ہوتی بعد کے زمانوں میں وہ دینداری نہ رہی اور کثرت سے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیئے گئے اور ان کے زبان کا اتنا اعتبار نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر تین جاری کردیں۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور قرب کے زمانہ میں لوگ بوجہ دینداری کے ایک مجلس سے ایک ہی طلاق دیتے تھے بعد کے زمانوں میں تین دینے لگ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین جاری کردیں۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ پہلے ناسخ ظاہر نہ ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ناسخ ظاہر ہو گیا۔

اس قسم کے بعض جواب اور بھی دیئے جاتے ہیں مگر مشہور یہ چار ہی ہیں پہلا دوسرا کچھ اچھے ہیں تیسرا جواب ابوداؤد کی گزشتہ روایت (جس میں قبل دخول کی قید ہے) کے خلاف ہے اور مسلم کی روایت کے الفاظ بھی اس پر پورے منطبق نہیں ہوتے۔ چوتھا جواب بھی کچھ کمزور ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا (فَلَوْ اَمْضَيْنَاهُ) کہنا چاہتا

ہے کہ کوئی ناسخ ظاہر نہیں ہوا۔ نیز ناسخ کسی نے روایت نہیں کیا نہ اس پر اجماع ہوا صرف راوی (ابن عباس رضی اللہ عنہ) کی مخالفت ہے سو اس کی توجیہ ہو سکتی ہے وہ یہ کہ دوسرے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین جاری کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مجلس میں تین طلاقوں کی کثرت ہو گئی اور دینے والے عموماً ایسے تھے جن کی حالت مشکوک تھی کیونکہ پہلے کی سی دینداری ہی نہیں رہی تھی اس لئے ان کے قول کا اعتبار نہیں کیا سو یہی وجہ ابن عباسؓ کے قول کی ہو سکتی ہے مگر یہ حکم قضا اور سیاسۃ ہوگا نہ دیانۃ اور عند اللہ......

پہلے جواب کی صورت میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین جاری کرنے کی وجہ اس قسم کی ہوگی مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرنا چاہے اور حاکم وقت کسی مصلحت سے روک دے تو روک سکتا ہے ٹھیک اسی طرح غیر موطوءہ کو سمجھ لینا چاہیے کیونکہ ایک طلاق سے وہ جدا ہو گئی اب دوبارہ شادی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روک دیا جب تک دوسری جگہ اس کا نکاح نہ ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پہلے کے ساتھ نکاح کی اجازت نہیں دی یہی معنی تین جاری کرنے کے ہیں گویا یہ ایک طرح کی تعزیر ہے نہ شرعاً حرام کرنا اور ایسا بہت دفعہ ہوتا ہے۔

چنانچہ منتخب کنز العمال جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۹ باب نکاح الرقیق میں ہے:

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ تَسَرَّتْ اِمْرَاۃٌ غُلَامًا لَهَا فَقَالَ عُمَرُ لَا حَرَمَ وَاللّٰهِ لَا اُحِلُّكِ لِحُرٍّ بَعْدَهٗ اَبَدًا كَاَنَّهٗ عَاقِبُهَا بِذٰلِكَ۔ (انتہی ملخصا)

"یعنی ایک عورت نے اپنے غلام کو ہمبستری کے لئے مقرر کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ سزا دی کہ اجنبی سے نکاح کرنا اس پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا اور غلام کو اس کے پاس آنے سے روک دیا"

اسی طرح کی قریبا ایک روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حسن بصریؒ نے بھی روایت کی ہے جو کنز العمال میں ہے اس کے الفاظ یہ ہیں،

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اُتِیَ بِامْرَاۃٍ قَدْ تَزَوَّجَتْ عَبْدَھَا فَعَاقَبَھَا وَفَرَّقَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ عَبْدِھَا وَحَرَّمَ عَلَیْھَا الْاَزْوَاجَ عُقُوْبَۃً لَّھَا ۔ انتہی (کنز العمال جلد ۱۶ ص ۳۳۸ باب نکاح الرقیق)

''حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے اپنے غلام سے نکاح کیا حضرت عمرؓ نے اس کو سزا دی اور عورت اور غلام کے درمیان جدائی ڈال دی اور سزا کے طور پر آئندہ کیلئے خاوندوں سے نکاح اس پر حرام کر دیا''

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تعزیر کے طور پر یا کسی اور مصلحت سے ایک شے کی بندش ہو سکتی ہے خواہ وہ فی نفسہ حلال ہی ہو اور حضرت عمرؓ ایسا کرتے تھے تو ممکن ہے ابن عباسؓ کا قول اسی قسم سے ہو اور بعض روایتوں میں اس کا کچھ اشارہ بھی پایا جاتا ہے ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۹۹ میں ہے،

عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَآءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّہٗ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلَاثًا قَالَ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ رَادُّھَا اِلَیْہِ ثُمَّ قَالَ یَنْطَلِقُ اَحَدُکُمْ یَرْکَبُ الْحَمُوْقَۃَ ثُمَّ یَقُوْلُ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَاِنَّ اللّٰہَ قَالَ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَاِنَّکَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰہَ فَلَا اَجِدُ لَکَ مَخْرَجًا عَصَیْتَ رَبَّکَ وَبَانَتْ مِنْکَ امْرَاَتُکَ وَاِنَّ اللّٰہَ قَالَ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ فِیْ قُبُلِ عِدَّتِھِنَّ ۔

"مجاہد کہتے ہیں میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو یک لخت تین طلاقیں دی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ (تھوڑی دیر) چپ رہے میں نے خیال کیا کہ اس کو رجوع کی اجازت دیدیں گے پھر فرمایا ایک تمہارا حماقت کا ارتکاب کرتا ہے پھر اے ابن عباس رضی اللہ عنہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتا ہے قرآن مجید میں ہے جو خدا سے ڈرے خدا اس کے لئے کوئی رہائی کا رستہ پیدا کر دیتا ہے تو خدا سے نہیں ڈرا اس لئے میں تیرے لئے رہائی کا کوئی رستہ نہیں پاتا۔ تو نے خدا کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوگئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی جب عورتوں کو طلاق دو تو عدت کے آمد میں دو یعنی ایسے وقت دو کہ عدت آنے والی ہو یعنی طہر میں دو تا کہ آگے حیض کیساتھ عدت پوری ہو سکے"

دارقطنی صفحہ ۴۳۰ میں ہے،

قَالَ سَعِيْدُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاتَهُ مِائَةً فَقَالَ ثَلٰثٌ يُحَرِّمْ عَلَيْكَ اِمْرَاتَكَ سَائِرُهُنَّ وِزْرٌ اِتَّخَذْتَ اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا (دارقطنی) فِي الْمُوَطَّا طَلَّقْتُ مِنْكَ ثَلَاثٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعُوْنَ اِتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا۔ (مشکوۃ باب المطلقہ ثلاثا ص ۲۸۴)

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کی بابت سوال ہوا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاق دی فرمایا تین تو تیری بیوی کو تجھ پر حرام کر دیتی ہیں باقی تجھ پر بوجھ ہیں جس کے ساتھ تو نے کتاب اللہ سے مذاق کیا ہے"

نیز دارقطنی صفحہ ۴۳۰ میں ہے،

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاتَهُ مِائَةً قَالَ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَفَارَقْتَ اِمْرَاتَكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَيَجْعَلْ لَّكَ مَخْرَجًا۔

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کی بابت سوال ہوا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے خدا کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوگئی تو خدا سے نہیں ڈرا کہ خدا تیرے لئے کوئی رہائی کی صورت کرے"

ان روایتوں [1] میں یہ لفظ تو خدا سے نہیں ڈرا...... الخ اس سے کچھ اشارہ ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں تعزیراً جاری کی ہیں اگرچہ اسکا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ خدا نے اس موقعہ پر نہ ڈرنے والے پر حکم میں سختی کی ہے یعنی اس کے لئے شرعی حکم تین طلاق کا کر دیا ہے مگر تعزیر کی صورت پر بھی یہ عبارت بہت اچھی طرح چسپاں ہوتی ہے۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وجوہ:۔

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی پہلی وجہ اَنْتِ طَالِقٌ ' اَنْتِ طَالِقٌ ' اَنْتِ طَالِقٌ "

---

[1] ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں یا زیادہ خلاف سنت ہیں اگرچہ واقع ہوتی ہیں مگر دینی جائز نہیں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس پر سختی کی ہے مشکوۃ باب المطلقہ ثلاثا صفحہ ۲۸۴ میں ہے۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعاً فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اَقْتُلُهٗ ۔ (نسائی صفحہ ۸۹ باب الثلاث المجموعة وما فيه التغليظ)

"رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں آپ ﷺ بڑے جوش میں (منبر پر) کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا میری موجودگی میں کتاب اللہ سے کھیلا جا رہا ہے یہاں تک کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو قتل نہ کر دوں"

تین دفعہ نہ کہے بلکہ ایک ہی دفعہ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلاثًا کہہ دے تو اس صورت میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی وغیرہ خواہ غیر موطوءہ ہی ہو یہ وجہ ان لوگوں کی طرف سے جو ایک مجلس کی تین کو تین کہتے ہیں۔

(۲) دوسری وجہ (کہ تعزیراً تین جاری کیں) تین کہنے والوں کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے اور جو تین کو ایک کہتے ہیں ان کی طرف سے بھی ہو سکتی ہیں یعنی وہ کہہ سکتے ہیں کہ ابن عباسؓ کے نزدیک بھی تین ایک ہی شمار ہوتی ہیں تین کا قول تعزیراً تھا مگر یہ غیر موطوءہ کے ساتھ خاص ہوگا کیونکہ موطوءہ کے بارے میں تین کو ایک قرار دیتے ہوئے تعزیراً تین جاری نہیں کر سکتے کیونکہ یہ وہ پہلے کی بیوی ہے تو دوسرے کے لئے حلال کس طرح ہو سکتی ہے۔ آیت کریمہ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ) کی مخالفت لازم آتی ہے ہاں خاوند عدت کے اندر رجوع نہ کرے یا طلاق بائن قرار دی جائے جیسے امام نووی نے امام مالکؒ سے ایک روایت ذکر کی ہے تو اس صورت میں موطوءہ بھی اس میں داخل ہو سکتی ہے لیکن ابن تیمیہؒ وغیرہ جو تین طلاق کے ایک ہونے کے قائل ہیں ظاہراً ان کا مذہب رجعی ہے تو ان کے مذہب پر یہ توجیہ درست نہیں ہوتی مگر یہ کہ کہا جائے امام احمد سے روایت ہے کہ ضرورت کیوقت لڑکے کی طرف سے اس کا ولی بھی طلاق دے سکتا ہے اور ایلاء کی صورت میں چار ماہ کے بعد اگر خاوند طلاق نہ دے تو حاکم تفریق کرا سکتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ضرورت کے وقت حاکم کی تفریق اسی طرح صحیح سمجھتے ہوں جیسے لڑکے کی طلاق امام احمد کے مذہب پر اور حاکم کی تفریق ایلاء کے وقت کیونکہ حاکم کے اختیارات لڑکے کے ولی سے زیادہ ہیں اور تین طلاق میں ضرورت یہی ہے کہ یہ بدئی طلاق رک جائے سو حاکم اگر مناسب سمجھے تو تفریق کرا دے ورنہ نہیں اس صورت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی یہ توجیہ ان لوگوں کے مذہب پر ہی صحیح ہو جائے گی جو تین طلاق کو ایک طلاق رجعی کہتے ہیں

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار میں ایک طلاق کے قائلین کی خاصی تعداد ذکر کی ہے فرماتے ہیں،

وَذَهَبَ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى أَنَّ الطَّلَاقَ لَا يَتْبَعُ الطَّلَاقَ بَلْ يَقَعُ وَاحِدَةً فَقَطْ وَقَدْ حَكَى ذٰلِكَ صَاحِبُ الْبَحْرِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَرِوَايَةً عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَابْنِ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْهَادِي وَالْقَاسِمِ وَالْبَاقِرِ وَالنَّاصِرِ وَأَحْمَدَ بْنِ عِيسَى وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُوسَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَرِوَايَةً عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ وَإِلَيْهِ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْهُمْ ابْنُ تَيْمِيَةَ وَابْنُ الْقَيِّمِ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَقِّقِينَ وَقَدْ نَقَلَهُ ابْنُ مُغِيثٍ فِي كِتَابِ الْوَثَائِقِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَضَّاحٍ وَنُقِلَ الْفَتْوَى بِذٰلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ مَشَائِخِ قُرْطُبَةَ كَمُحَمَّدِ ابْنِ تَقِيٍّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالسَّلَامِ وَغَيْرِهِمَا وَنَقَلَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ أَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَعَطَاءٍ طَاوُسٍ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَحَكَاهُ ابْنُ مُغِيثٍ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ الْكِتَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ۔

(نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۲۲۵)

"یعنی ایک جماعت اہل علم کی اس طرف گئی ہے کہ طلاق پر طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی وقت میں ایک ہی واقع ہوتی ہے ابوموسی اشعری کا بھی یہی مذہب ہے اور

حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم [1] طاؤس، جابر بن زید، حادی، قاسم، ناصر، احمد بن عیسی، عبداللہ بن موسی بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہم سے بھی ایک روایت ہے اسی طرح زید بن علیؒ سے ایک روایت ہے اور ایک جماعت متاخرین کی اس طرف گئی ہے جن میں سے ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ بھی ہیں اور ایک دوسری جماعت محققین کی اس طرف گئی ہے اور ابن مغیث نے اس کو کتاب الوثائق میں ابن وضاح سے نقل کیا ہے اور ابن مغیث نے مشائخ قرطبہ کی ایک جماعت سے بھی اس کی بابت فتویٰ نقل کیا ہے جیسے محمد بن تقی اور محمد بن عبدالسلام وغیرہ اور ابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے اس کو نقل کیا ہے جیسے عطاء، طاؤس، عمرو بن دینار اور ابن مغیث نے اس کو کتاب الوثائق میں حضرت علی ابن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی نقل کیا ہے۔

---

[1] ایک طلاق کے قائلین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا شمار حماد کی گزشتہ روایت (جو صفحہ ۱۲ پر گزر چکی ہے) کی بنا پر نہیں کیونکہ وہ شاذ ہے بلکہ مسلم کی روایت ﴿كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الخ﴾ کی بنا پر ہے جس کے راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طاؤس ہیں امام احمد فرماتے ہیں، کہ ابن عباسؓ کے سب شاگرد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین طلاقیں روایت کرتے ہیں طاؤس نے اس کے خلاف کیا اس سے امام احمد کا مقصود یہ ہے کہ طاؤس کی روایت سب کے خلاف کس طرح تسلیم کی جائے؟ اس کے جواب میں صاحب نیل الاوطار لکھتے ہیں ﴿وَيُجَابُ عَنْ كَلَامِ اَحْمَدَ الْمَذْكُوْرِ بِاَنَّ الْمُخَالِفِيْنَ لِطَاؤُسٍ مِنْ اَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّمَا نَقَلُوْا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأْيَهٗ وَطَاؤُسٌ نَقَلَ عَنْهُ رِوَايَتَهٗ فَلَا مُخَالَفَةَ﴾ یعنی امام احمد کے کلام کا یہ جواب ہے کہ طاؤس نے ابن عباس سے روایت مرفوع حدیث نقل کی ہے اور دوسرے شاگردوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے نقل کی ہے پس کوئی مخالفت نہیں اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ ابن عباسؓ کو ایک طلاق کا قائل کہنا مسلم کی روایت کی بنا پر ہے نہ حماد کی روایت پر فتأمل فیہ۔

ابن قیم اعلام الموقعین جلد ۲۶ میں لکھتے ہیں،

اَفْتٰی بِہٖ حِبرُ الْاُمّۃِ و ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس کما رواہ حماد بن زید عن ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس اذا قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فھی واحدۃ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ وَاَفْتٰی اَیضًا بِالثَّلَاثِ اَفْتٰی بِھٰذَا وَھٰذَا وَاَفْتٰی بِاَنَّھَا وَاحِدَۃٌ اَلزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَامِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ حَکَاہُ عَنْھُمَا ابْنُ وَضَّاحٍ وَعَنْ عَلِیٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ رِوَایَتَانِ کَمَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَمَّا التَّابِعُوْنَ فَاَفْتٰی بِہٖ عِکْرَمَۃُ رواہ اسماعیل بن ابراھیم عن ایوب عنہ وَاَفْتٰی بِہٖ طَاؤُسٌ وَاَمَّا تَابِعُوْالتَّابِعِیْنَ فَاَفْتٰی بِہٖ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ حَکَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَغَیْرُہٗ عَنْہُ وَاَفْتٰی بِہٖ خَلَّاسُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ الْعُکْلِیُّ اَمَّا اِتْبَاعُ تَابِعِی التَّابِعِیْنَ فَاَفْتٰی بِہٖ دَاؤُدُ بْنُ عَلِیٍّ وَاَکْثَرُ اَصْحَابِہٖ حَکَاہُ عَنْھُمْ اِبْنُ الْمُغْلِسِ وَابْنُ حَزْمٍ وَغَیْرِھِمَا وَاَفْتٰی بِہٖ بَعْضُ اَصْحَابِ مَالِکٍ حَکَاہُ التِّلِمْسَانِیُّ فِیْ شَرْحِ تَفْرِیْعِ لِابْنِ خَلَّابٍ قَوْلًا لِبَعْضِ الْمَالِکِیَّۃِ وَاَفْتٰی بِہٖ بَعْضُ الْحَنَفِیَّۃِ حَکَاہُ اَبُوْبَکْرِ الرَّازِیُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ وَاَفْتٰی بِہٖ بَعْضُ اَصْحَابِ اَحْمَدَ حَکَاہُ شَیْخُ الْاِسْلَامِ اِبْنُ تَیْمِیَۃَ عَنْہُ قَالَ وَکَانَ الْجَدُّ یُفْتِیْ بِہٖ اَحْیَانًا۔

”یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک طلاق کا بھی فتویٰ دیا ہے اس کو حماد بن زید ۔۔۔

بواسطہ ایوب وہ عکرمہ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کیا ہے اور تین کا بھی اور زبیر بن عوام اور عبد الرحمٰن بن عوف ﷺ نے بھی ایک طلاق کا فتوی دیا ہے ابن وضاح نے ان سے حکایت کیا ہے اور حضرت علی ﷺ اور ابن مسعود ﷺ سے ابن عباس ﷺ کی طرح دو روایتیں ہیں اور تابعین ؒ سے عکرمہ اور طاؤس نے اس کے ساتھ فتوی دیا ہے اور تبع تابعین سے محمد بن اسحاق نے اس کے ساتھ فتوی دیا ہے امام احمد وغیرہ نے اس سے نقل کیا ہے اور خلاس بن عمرو اور حارث عکلی نے بھی اس کے ساتھ فتوی دیا ہے اور اتباع تبع تابعین سے داؤد بن علی اور اکثر اصحاب اس کے اس طرف گئے ہیں ابن مغلس اور ابن حزم وغیرہ نے ان سے حکایت کیا ہے اور بعض اصحاب مالک نے بھی اس کے ساتھ فتوی ہے تلمسانی نے شرح تفریع بن حلاب میں اس کو نقل کیا ہے اور بعض حنفیہ نے بھی اس کے ساتھ فتوی دیا ہے ابن تیمیہؒ نے اس کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ جد بھی کبھی اس کیساتھ فتوی دیتے تھے۔

اس تفصیل سے ہر ایک کے مذہب کی وجہ معلوم ہوگئی ابن عباس ﷺ اور حضرت عمر ﷺ کے قول کی بھی حقیقت کھل گئی ائمہ اربعہ اور جمہور پر بھی کوئی اعتراض نہ رہا ایک طلاق کے قائلین کا مذہب بھی صاف ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس طرح بھی بہت ہیں اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے جو اس پر فتوی دیتے رہے۔

حدیث رکانہ کی بحث:۔

اب صرف رکانہ کی حدیث کا جھگڑا رہ گیا جو ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے گزر چکی ہے سو اب اس کا فیصلہ سنئے کوئی اس کو یوں روایت کرتا ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو بتہ [1] طلاق دی رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو (مقدمہ پیش ہوا) اس نے کہا واللہ یا رسول

---

[1] بتہ کے معنی قطع کے ہیں یعنی ایسی طلاق جو خاوند بیوی کا تعلق ختم کر دے۔

اللہ ﷺ بتہ سے میری مراد ایک طلاق تھی آپ ﷺ نے اس سے دوبارہ قسم لے کر عورت اس کی طرف لوٹادی۔

بعض یوں روایت کرتے ہیں کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مجلس کی تین ایک ہیں تو رجوع کر سکتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رکانہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے تو نے تین دی ہیں رجوع کر لے۔

طلاق دینے والے میں بھی اختلاف ہے کہ رکانہ ہے یا ابو رکانہ [1] خیر نام میں اختلاف تو معمولی بات ہے ہو جاتا ہے پھر اس پر کوئی مسئلے کا مدار بھی نہیں ہاں روایت کا اختلاف بڑی شئے ہے سو اس کو ضرور اٹھانا چاہئے لیکن بڑی شئے اس وقت ہوگی جب دونوں طرف برابر کے ثقہ راوی ہوں اگر برابر کے ثقہ نہ ہوں یا ایک طرف یا دونوں طرف کے کمزور ہوں یا اور کسی طرح (تدلیس وغیرہ) کا عیب ہو تو ان کا اختلاف کوئی بڑی شئے نہیں۔

رکانہ کی حدیث میں جن علماء کے نزدیک دونوں برابر کے ثقہ راوی ہیں وہ تو اکثر موافقت کی کوشش کرتے ہیں اور دوسرے علماء سے بعض نے پہلی روایت کو ترجیح دی ہے جس میں بتہ کا لفظ ہے بلکہ ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

ملاحظہ ہو تلخیص الحبیر ص ۳۱۹ ایک طلاق کے قائلین دوسری تیسری روایت کو ترجیح [2] دیتے ہیں بعض اس حدیث کو راویوں کے اضطراب اور اختلاف کی وجہ سے ضعیف کہتے ہیں۔

---

[1] مغنی علی الدار قطنی کے ص ۴۲۹ میں ہے کہ زعفرانی نے امام شافعیؒ سے یہ حدیث روایت کی ہے اس میں طلاق دینے والے کا نام نافع بن عجیر بن عبد یزید بتایا ہے اور عورت مطلقہ کا نام سہیمہ لیکن بغوی نے کہا ہے یہ زعفرانی کی اوروں سے مخالفت ہے یعنی اکیلا مخالف ہونے کی وجہ سے اس کی روایت شاذ ہے۔

[2] ملاحظہ ہو عون المعبود فتح الباری مغنی علی الدار قطنی وغیرہ۔

تلخیص الحبیر ص ۲۱۳ کتاب الطلاق میں ہے،

حَدِیْثُ اَنَّ رُکَانَةَ بْنَ عَبْدِ یَزِیْدَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ اِمْرَاَتِیْ سُهَیْمَةَ الْبَتَّةَ وَوَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ اِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا عَلَیْهِ رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاخْتَلَفُوْا هَلْ هُوَ مِنْ مُسْنَدِ رُکَانَةَ اَوْ مُرْسَلٌ عَنْهُ وَصَحَّحَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ وَاَعَلَّهُ الْبُخَارِیُّ بِالْاِضْطِرَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ فِی التَّمْهِیْدِ ضَعَّفُوْهُ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَهُوَ مَعْلُوْلٌ اَیْضًا۔

"رکانہ کی حدیث کہ اس نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی اس کو امام شافعی، ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اس میں اختلاف ہے کہ یہ رکانہ کی حدیث متصل مرفوع حدیث ہے یا مرسل ہے ابوداود، ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور بخاری نے اس کو معلول کہا ہے اور ابن عبدالبر تمہید میں لکھتے ہیں کہ علماء نے اس کو ضعیف کہا ہے اور ایک مجلس کی تین طلاق کے مسئلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جس کو امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے لیکن وہ بھی معلول ہے"

مغنی علی الدار قطنی ص ۴۳۵ میں ہے، ذَکَرَ التِّرْمِذِیُّ اَیْضًا عَنِ الْبُخَارِیِّ اَنَّهُ مُضْطَرِبٌ فِیْهِ تَارَةً قِیْلَ فِیْهِ ثَلَاثًا وَتَارَةً قِیْلَ وَاحِدَةً۔

"ترمذی نے بخاری سے ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے کبھی اس میں تین کہا گیا ہے کبھی ایک کہا گیا ہے بخاری کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کے نزدیک ثلاثۃ والی روایت بھی ضعیف ہے"

مغنی کے اسی صفحہ میں بحوالہ اعلام الموقعین لکھا ہے،

قَالَ الْاَثْرَمُ قُلْتُ لِاَحْمَدَ حَدِيْثُ رُكَانَةَ فِي الْبَتَّةِ فَضَعَّفَهُ۔

"اثرم کہتے ہیں میں نے امام احمد سے دریافت کیا کہ کانہ کی حدیث طلاق بتہ میں کیسی ہے؟ امام احمدؒ نے اسے ضعیف کہا"

احتمالات:۔

اس عبارت میں دو احتمال ہیں،

(۱) ایک یہ کہ صرف بتہ کا لفظ صحیح نہیں بلکہ بتہ کی جگہ ثلاثا کا لفظ چاہئے۔

(۲) دوسرا یہ کہ جس حدیث کی بعض روایتوں میں بتہ کا لفظ آتا ہے وہ صحیح نہیں اس صورت میں صرف بتہ کے لفظ کا ضعف بیان کرنا مقصود نہیں ہوگا بلکہ بتہ کا لفظ صرف حدیث کے بتلانے کی خاطر ذکر کیا ہے خواہ اس میں لفظ ثلاثا ہو یا بتہ ہو اور حدیث رکانہ سے مراد بھی اس وقت یہ نہ ہوگی کہ جس حدیث کے راوی رکانہ ہیں بلکہ یہ ہوگی کہ جس حدیث میں رکانہ کی طلاق کا ذکر ہے خواہ راوی کوئی ہو؟

مغنی کے صفحہ ۲۴۳ میں ابن قیم سے بحوالہ اعلام الموقعین ذکر کیا ہے کہ ابن عباس ﷺ کی حدیث جو مسند احمد کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے جس میں ثلاثا کا لفظ ہے اس کی اسناد کو امام احمد نے حسن کہا ہے مگر ابن قیم کا یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اسناد کے حسن ہونے سے حدیث اس وقت حسن ہو سکتی ہے جب حدیث میں کوئی عیب نہ ہو اور یہاں اور عیب موجود ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کو معلول کہا ہے خاص کر جب امام احمد کا فتویٰ بھی اس کے خلاف ہے تو پھر معلولیت کا شبہ اور پختہ ہو گیا اور مغنی کے ص ۲۵۰ میں ابن قیم علیہ الرحمہ سے بحوالہ حاشیہ السنن ذکر کیا ہے کہ ابوداؤد نے بتہ کے لفظ کو اس لئے ترجیح

دی ہے کہ مسند احمد والی روایت مذکور جس میں ثلاثا کا لفظ ہے ان کو نہیں ملی ایک اور سند سے ثلاثا والی روایت ان کو ملی ہے مگر اس میں راوی مجہول ہے اس لئے انہوں نے بتہ والی کو ترجیح دی ہے حالانکہ ابوداؤد نے یہ وجہ بیان نہیں کی جو ابن قیم نے بتلائی ہے بلکہ ابوداؤد نے ترجیح کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ بتہ کے روایت کرنے والے رکانہ کے گھر کے آدمی ہیں اور ثلاث کے روایت کرنے والے غیر ہیں اور گھر کے آدمیوں کو گھر کے معاملہ کی زیادہ واقفیت ہوتی ہے۔

(ملاحظہ ہو ابوداؤد جلد اول ص ۲۹۹)

اور ابن قیم علیہ الرحمہ نے اس محل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابوداؤد نے بتہ کے لفظ کو ثلاث کے لفظ سے اصح کہا ہے جس سے بسا اوقات مراد ترجیح ہوتی ہے نہ یہ کہ فی نفسہ یہ صحیح ہے بلکہ اصح اور جس سے اصح کہا ہے دونوں ضعیف ہیں لیکن ابن قیم کا یہ کہنا بھی درست نہیں کیونکہ بتہ والی روایت کو ابوداؤد وابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے چنانچہ ابھی گذرا ہے اور بعض نے کہا ہے بتہ والی روایت میں عبداللہ بن علی بن سائب ایک راوی ہے جو مجہول الحال ہے حالانکہ خلاصہ میں ہے ﴿وَثَّقَهُ الشَّافِعِيُّ﴾ یعنی امام شافعی نے اس کو ثقہ کہا ہے خلاصہ یہ کہ اس حدیث کی بابت علماء کی آپس میں کھینچا تانی بہت ہے کوئی اس کو ضعیف کہتا ہے کوئی بتہ والی روایت کو ترجیح دیتا ہے کوئی ثلاثا والی کو اور بعض موافقت کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دونوں طرف کے راوی خواہ برابر کے ثقہ ہوں یا نہ اور خواہ کوئی روایت راجح ہو یا مرجوح ہر صورت میں موافقت بہتر ہے سو وہ یوں ہے۔

موافقت کی صورتیں:۔

(۱) کہ روایت تو اصل میں پہلی ہے جس میں ۔۔ کا لفظ ہے مگر بتہ کا لفظ چونکہ زیادہ تر تین طلاق پر بولا جاتا ہے جس کو طلاق مغلظہ بھی کہتے ہیں ... روایت بالمعنی کرنے

والوں نے تین کا عدد ذکر کر دیا اور اس روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یوں فرمانا کہ مجھے علم ہے رجوع کرلے اور بتہ والی روایت میں اس سے ایک کے ارادہ پر قسم لینا اس کی صورت یوں ہے کہ پہلے اس سے قسم لی تو کچھ دیر سکوت کیا پھر اسی مجلس میں اگر وہ ٹھہرا رہا ہو یا بلا کر اگر وہ ادھر ادھر ہو گیا ہو اس کو رجوع کی بابت کہا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بتہ طلاق دی ہے تو فرمایا مجھے علم ہے رجوع کرلے۔

(۲) ایک موافقت یوں بھی ہو سکتی ہے کہ اصل روایت دوسری تیسری ہے یعنی اس نے تین طلاقیں دی تھیں مگر اس نے تین واقع کرنے کی نیت نہیں کی تھی بلکہ مقصود تاکید تھی اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک کے ارادے پر اس سے قسم لی مگر اس وقت اس کو کچھ نہیں کہا پھر بلا کر یا ویں اس کو رجوع کی بابت کہا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تین طلاقیں دی ہیں تو فرمایا مجھے معلوم ہے رجوع کرلے اس صورت میں بتہ والی روایت بالمعنی ہوگی اور وجہ اس کی یہی ہے کہ بتہ کا لفظ اکثر تین طلاق پر بولا جاتا ہے۔

رہی یہ بات کہ موافقت کی یہ دونوں صورتیں ائمہ اربعہ اور جمہور کے مذہب پر ہیں جو تین طلاق کو تین کہتے ہیں اور جو تین کو ایک کہتے ہیں ان کے مذہب پر کیا توجیہ ہوگی کیونکہ آپ ﷺ کا قسم لینا اسی غرض سے تھا کہ ایک اور زیادہ میں فرق ہے اگر ایک دینے سے بھی ایک ہی واقع ہوتی اور زیادہ دینے سے بھی ایک ہی واقع ہوتی تو قسم کیوں لی؟ تو اس کی بابت عرض ہے کہ جو تین کو ایک کہتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں قسم اس لئے لی تین واقع کرنے کی نیت ہوتی تو یہ طلاق سنت کے خلاف ہوتی پس اگر آپ مناسب سمجھتے تو تعزیراً تین جاری کر دیتے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین جاری کر دیں پس اب ایک طلاق کے قائلین کے مذہب پر بھی یہ دونوں صورتیں موافقت کی درست ہو جائیں گی اور کسی قسم کا شبہ نہیں رہے گا۔

واللہ اعلم بالصواب

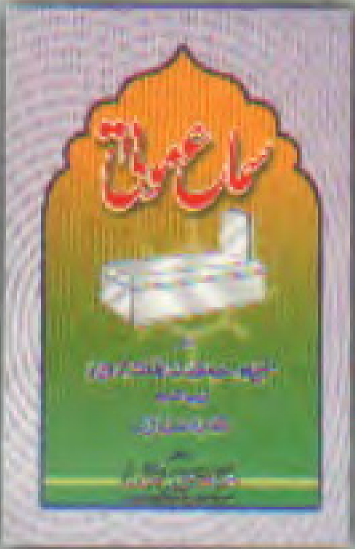

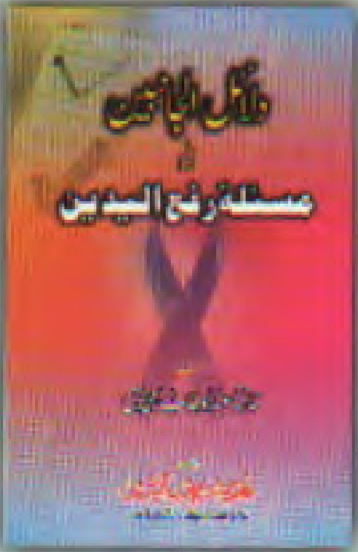

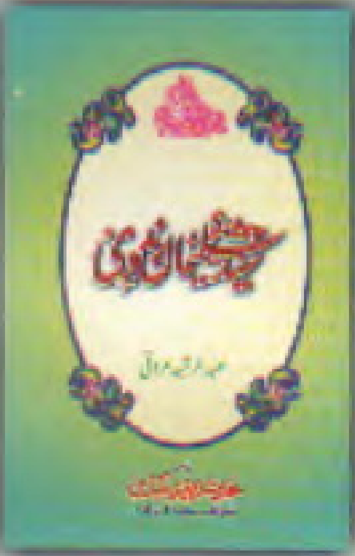
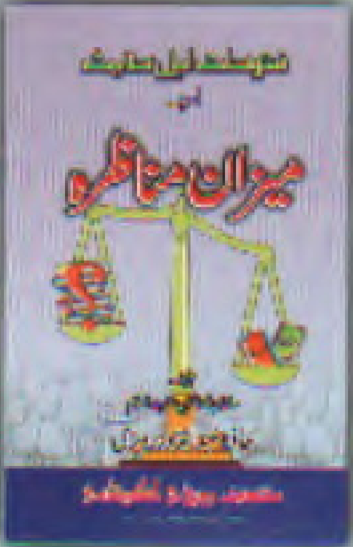

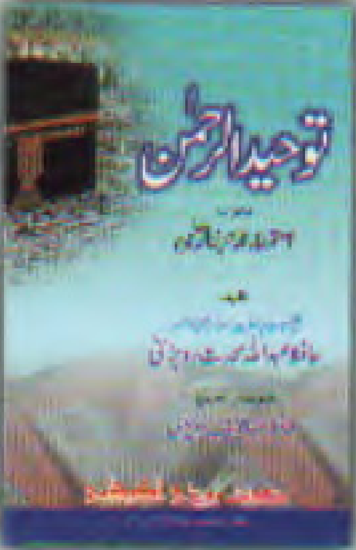

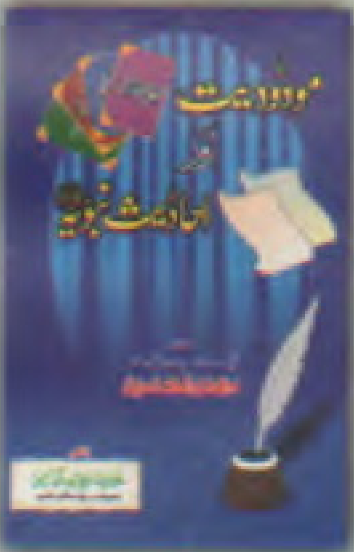
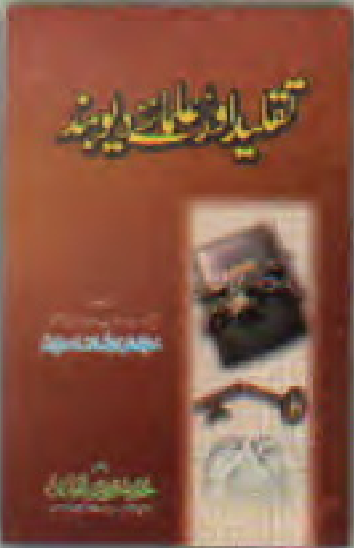

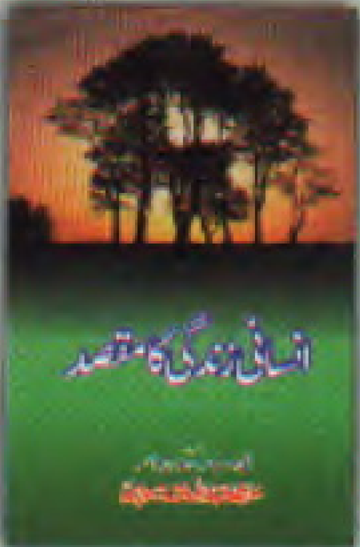

ناشر

محدث روپڑی اکیڈمی

جامع القدس چوک دالگراں، لاہور۔